آرا و افکار

ڈاکٹر محمود الحسن عارف

نفاذ اسلام۔ کیوں اور کیسے؟

[۲۱ جنوری ۲۰۰۳ء کو ہمدرد سنٹر لاہور میں مجلس فکر و نظر کے زیر اہتمام ''پاکستان میں نفاذ اسلام کی ترجیحات'' کے موضوع پر منعقدہ سیمینار کے لیے لکھا گیا]

اس وقت جب کہ دنیا میں ایک طرف تو اسلام کے مخالفین ہیں جو یہ پروپیگنڈا کر رہے ہیں کہ اسلام سے دنیا کے امن کو خطرہ لاحق ہے اور دوسری طرف اسلام کے وہ نادان دوست ہیں جو کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام دنیا کے جدید چیلنجوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے نفاذ اسلام کے متعلق بڑے حزم و احتیاط کی ضرورت ہے۔ ایک بھی غلط اٹھا ہوا قدم منزل کو کوسوں دور کر سکتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ ایک ایسے دور میں جب زندگی کا ہر ایک شعبہ ہی توجہ اور اصلاح کا طالب ہے، نفاذ اسلام کی ابتدا کیسے اور کہاں سے کی جائے؟ اس سلسلے میں مناسب ہوگا کہ ہم سیرت طیبہ کے ان پاکیزہ اصولوں سے رہنمائی حاصل کریں، جن سے ہر دور میں لوگوں کو رہنمائی ملتی رہی ہے۔

نبی اکرم ﷺ جب بھی اپنے مبلغ کو کسی علاقے میں دین کی تبلیغ کے لیے بھیجتے تو دو باتوں کی خصوصی طور پر تاکید فرماتے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ تدریج کا اصول

نبی اکرم ﷺ نے جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن کے علاقے میں مبلغ اور حاکم بنا کر بھیجا تو خصوصی طور پر اس بات کی تاکید فرمائی کہ وہ وہاں جا کر تدریج کے اصول کا خیال رکھیں۔ خود نبی اکرم ﷺ کا اپنا اصول مبارک بھی یہی تھا، جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ نے بیان فرمایا ہے۔ تدریج کے اصول کا مطلب یہ ہے کہ احکام اسلام کو پہنچانے یا ان کے نفاذ میں حکمت کا خیال رکھا جائے، جو قرآن مجید کی حکمت آمیز تعلیمات کا نتیجہ ہے۔

۲۔ اصول تبشیر

قرآن مجید نے احکام اسلام کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے یہ وضاحت کی ہے کہ: **یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر** (اللہ تعالیٰ تمہارے لیے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا) علاوہ ازیں نبی اکرم ﷺ ایسے

موقعوں پر صحابہ کرام کو بطور خاص یہ نصیحت فرماتے کہ تم لوگوں کو بشارتیں دینا، انہیں دین سے برگشتہ نہ کرنا، ان کے لیے آسانی پیدا کرنا، تنگی پیدا نہ کرنا جس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ اس کے دین رحمت ہونے کا تصور لوگوں کے سامنے کچھ اس طرح واضح کیا جائے کہ لوگ برضا و رغبت اس کا سایہ قبول کریں اور اس کے لیے کوئی سختی یا تشدد اختیار نہ کیا جائے۔

دوسری طرف جب ہم اپنے ملک اور اپنے معاشرے کا جائزہ لیتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ آج کا انسان سر سے پاؤں تک مختلف قسم کی زیادتیوں، مظالم اور جبر و استحصال کا شکار ہے اور اسے کورٹ کچہری سے لے کر ہسپتال اور زمینوں کی دیکھ بھال تک ہر ایک سطح پر طرح طرح کی زیادتی اور ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، لہٰذا اگر نفاذ اسلام کی ابتدا اسی چھوٹی سطح سے کی جائے تو اس سے عوام کو بھی ریلیف ملے گا اور نفاذ اسلام کی بنیادیں بھی مستحکم ہوں گی۔

اس نکتے کی مزید تشریح اور وضاحت اس طرح ہے کہ اسلامی نظام لوگوں کو دو طرح کی سہولیات عطا کرتا ہے:

۱۔ظلم اور جبر کے نظام کا خاتمہ

۲۔لوگوں کی ضروریات کی کفالت

ہم جانتے ہیں کہ اگرچہ یہ اسلام کا مرکزی ہدف ہے، موجودہ حالات میں لوگوں کی ضروریات اور کفالت کے پروگرام پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے اس لیے ابتدا نکتہ اول یعنی ظلم اور جبر کے نظام کے خاتمہ سے کی جائے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسلامی نظام کی سو فیصد کامیابی اور اس کی برکات سے مکمل طور پر استفادہ کے لیے ضروری ہے کہ نفاذ اسلام کرنے والی چھوٹی اور بڑی تمام بیوروکریسی اسلامی نظام کے متعلق پوری طرح آگہی رکھتی اور اس کے تحت مکمل طور پر تربیت یافتہ ہو، جیسا کہ ایک سینئر بیوروکریٹ نے گفتگو کے دوران میں واضح کیا کہ اس کے بغیر کوئی نظام بھی کامیابی سے ہم کنار نہیں ہو سکتا۔ بہر حال موجودہ سیٹ اپ میں رہتے ہوئے اس پر حسب ذیل طریقے سے عمل درآمد کیا جا سکتا ہے۔ ابتدائی اقدام کے طور پر نفاذ اسلام کی ابتدا رفع الظلم یعنی لوگوں سے ظلم اور زیادتی کے نظام کے ازالہ سے کی جائے اور اس کے لیے بیوروکریسی کی اصلاح یا ان پر نقد و معائنے کا نظام سخت کرنا ہوگا۔ موجودہ حکومت کا ہدف گڈ گورننس ہے جس کا مطلب ایک اچھی حکومت ہے جبکہ اسلامی نظام کا ہدف بھی گڈ گورننس ہی ہے اور ذیل میں جو تجاویز دی جا رہی ہیں، ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ ایک اچھا نظام حکومت تشکیل دیا جائے۔

۱۔تھانے سے متعلقہ مسائل

عوام کا ایک بہت بڑا طبقہ تھانے اور کورٹ کچہری کے مسائل سے سخت پریشان ہے۔ صورت حال یہ ہے کہ لوگوں کی پوری پوری زندگیاں اپنے حقوق کے حصول کے لیے گزر جاتی ہیں مگر انہیں ان کا حق نہیں ملتا، اس لیے نفاذ اسلام کی ابتدا تھانے کی اصلاح سے کی جائے تو بہت مناسب ہوگا۔

اس وقت حکومت پاکستان نے بھی تھانے کی اصلاح کے لیے کچھ اقدامات کیے ہیں، لیکن ان سے عوام کو کوئی

ریلیف نہیں ملا بلکہ عوام کو پریشان کرنے کے لیے زیادہ محاذ کھل گئے ہیں اس لیے تھانے کی اصلاح بنیادی نقطہ آغاز ہے اس لیے درج ذیل اقدامات کیے جائیں۔

۱۔حکومت اپنے وسائل میں رہتے ہوئے پولیس کی تنخواہ پر نظر ثانی کرے اور انہیں تنخواہ اور مراعات کی مد میں اتنی رقم دی جائے کہ وہ اوسط درجہ سے اپنا گزارہ کر سکیں اور وقتاً فوقتاً اس پر نظر ثانی کی جاتی رہے۔

۲۔ ہر ایک تھانے میں (یا زون کی سطح پر) اگر ممکن ہو تو کسی مفتی یا عالم دین کا تقرر کیا جائے جو روزانہ تھانے میں کچھ گھنٹے گزارے اور تھانے / تھانوں کے تمام معاملات پر نظر رکھے اور جہاں ضروری ہو، مداخلت کرے اور بلاتفریق ہر شخص کو امن وانصاف مہیا کرنے کو یقینی بنائے اور تھانے کی سطح سے رشوت کلچر کا خاتمہ کرے۔

۳۔ بروقت ایف آئی آر کے اندراج کو ممکن بنایا جائے۔اس وقت بڑے سے بڑا نقصان ہو جانے کے باوجود تھانے میں ایف آئی آر کا اندراج کوئی آسان کام نہیں ہے،اس کے لیے رشوت، چھوٹی بڑی سفارشیں،حتیٰ کہ بعض اوقات ہائی کورٹ تک کی طرف بھی رجوع کرنا پڑتا ہے۔اس مسئلے میں عوام کو سہولت مہیا کرنا ان کا بنیادی حق ہے۔

۴۔تھانے میں تفتیش کے طریقے اور انداز کو بدلنے کی ضرورت ہے۔تھانیدار بہت مشکوک لوگوں کو پکڑ کر لے آتا ہے، ان کی چھترول کی جاتی ہے اور ان میں سے کسی ایک کو منوالیا جاتا ہے۔اس کے بجائے خالص سائنسی اور فنی بنیادوں پر مقدمات کی تفتیش کی جائے اور بے گناہوں کو تھانے کے ظلم اور زیادتی سے بچایا جائے۔

۵۔خواتین سے متعلقہ معاملات کی تفتیش کے لیے مکمل طور پر خواتین کے باپردہ سنٹر قائم کیے جائیں،جن کے اندراج مقدمہ اور تفتیش کا اپنا نظام ہو اور خواتین ونگ مکمل طور پر مردوں کے ونگ سے الگ ہو اور یہ براہ راست آئی جی کے واسطے سے وزیر اعلیٰ کے ماتحت ہو۔اس وقت ہماری چھوٹی اور بڑی عدالتیں جرائم کا سد باب کرنے کے بجائے جرائم کی پرورش اور نرسنگ کا ذریعہ بنی ہوئی ہیں۔اگر کوئی شخص محض شبے میں یا کسی چھوٹے سے چھوٹے جرم میں پکڑا جاتا ہے تو وہ ان کورٹ کچہریوں کے چکر میں مکمل طور پر ایک عادی مجرم بن کر نکلتا ہے، لہٰذا اس بات کی ضرورت ہے کہ عدالتی نظام کی اصلاح کا ایک جامع اور مربوط نظام اختیار کیا جائے۔اس سلسلے میں چند تجاویز حسب ذیل ہیں:

۲۔کورٹ اور کچہری سے متعلقہ مسائل

(الف) چھوٹی اور بڑی عدالتوں میں منصف کی کرسی پر تقرر کے لیے اچھے خاندانوں سے اہل اور موزوں افراد کا تقرر کیا جائے اور ان کی اخلاقی شہرت کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔

(ب) اگر کسی جج یا مجسٹریٹ کے متعلق پتہ چلے کہ وہ رشوت لیتا ہے تو اسے فوری پر معزول کر دیا جائے بشرطیکہ الزام درست ثابت ہو۔

(ج) چونکہ انصاف مہیا کرنا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے اور انگریز ہمیں جو نظام دے گیا ہے، اس میں انصاف خریدا جاتا ہے، انصاف ملتا نہیں ہے اس لیے اس بات کو یقینی بنانے کے لیے درج ذیل امور پر توجہ کی جائے:

۱۔عدالتوں میں مقدمہ دائر کرنے کے لیےفیس وغیرہ کے نظام کومکمل طور پرختم کر دیا جائے۔انصاف کے حصول کے لیےفیس لینا،خواہ وہ کورٹ فیس ہی کے ضمن میں ہو،ناانصافی کے زمرے میں آ تا ہے۔

۲۔البتہ اگر یہ ثابت ہوجائے کہ کسی شخص نے مدعی علیہ پرناجائز مقدمہ کیا تھا تو عدالت اس سے جرمانہ کے طور پر رقم وصول کرسکتی ہے۔

(د)مقدمات کا بروقت فیصلہ کرنے کے لیے مرکزی حکومت سے مل کرکوئی نظام وضع کیا جائے اور مقدمے کے مطابق فیصلہ صادر کرنے کا ایک ٹائم ٹیبل مقرر کر دیا جائے۔اس وقت عام طور پر مقدمات کے تصفیہ کے لیے کوئی ٹائم ٹیبل مقرر نہیں ہے۔عدالت دونوں فریقوں کو پیشیاں ڈال ڈال کرتھکا دیتی ہےاور فیصلہ اس وقت صادر کرتی ہے جب ان میں سے کوئی ایک تھک ہار جاتا ہے۔اس نظام کو بدلنے کی اشد ضرورت ہے۔

(ھ)جوغریب اورمفلس لوگ مقدمات کی پیروی کرنے لیے وکلا کی خدمات حاصل نہیں کرسکتے،اگران کا مسئلہ صحیح ہےتو حکومت انہیں مفت وکلا کی خدمات فراہم کرے۔اس سلسلے میں وکلا سے فی مقدمہ کے حساب سے فیس طے کی جاسکتی ہے۔

(و)عدالتی نظام کو درست بنیادوں پر چلانے کے لیے ایسے دینی اور جدید قانون کے ماہرین پر مشتمل ایک شکایات سیل یا دیوان المظالم قائم کیا جائے جہاں تمام مقدمات اوران کی قانونی کارروائی کی اگرممکن ہوتو روزانہ،ورنہ ہفتہ وار یاماہانہ بنیادوں پر رپورٹ وصول کی جائے تاکہ مقدمات کی پیش رفت سے حکومت آگاہ رہےاوراس سلسلے میں مناسب اقدامات اٹھاسکے۔

(ز)جوغریب اور بے کس لوگ قبضہ گروپوں سے اپنی جائداد کا قبضہ نہیں لے سکتے،انہیں ان کی جائیدادوں کا قبضہ دلانے اوران کی حفاظت کا مناسب بندوبست کیا جائے۔

(ح)عدالت میں آنے والے گواہوں کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے،جس کے لیے ماہرین کے مشورے سے کوئی بھی نظام وضع کیا جاسکتا ہے۔

علاوہ ازیں مختلف علاقوں میں جرگہ کی طرز پر ''پنچ'' یا ''حکم'' عدالتوں کا عوامی سطح پر تقرر کیا جائے اور چھوٹے چھوٹے مقدمات کے تصفیہ کے لیےان عدالتوں کواختیار دیا جائے۔اس سلسلے میں صوبہ سرحد اور بلوچستان کی جرگے سے متعلق مقامی روایات سے استفادہ ضروری ہے۔

۳۔صیغہ مال

تیسرا صیغہ یا شعبہ جہاں لوگوں پر مظالم ڈھائے جاتے ہیں،صیغہ مال ہے۔عوام پٹواری اور تحصیلدار وغیرہ کے ہاتھوں سخت پریشان رہتے ہیں۔اس صیغے کی مکمل اصلاح کے لیے بھی دینی تعلیم یافتہ اورصاحب اخلاق افراد پر مشتمل اچھی بیوروکریسی کی تقرری بے حد ضروری ہے۔مناسب ہوگا کہ حکومت ان کی تنخواہوں پر بھی نظرثانی کرے اورانہیں

ان کی ضرویات کے مطابق اتنی تنخواہیں ادا کرے کہ وہ اوسط درجے کی زندگی گزار سکیں۔

اس صیغے کی اصلاح کے لیے حسب ذیل اقدامات کی ضرورت ہے:

۱۔ پٹواری/تحصیلدار کو پابند کیا جائے کہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کے مسائل ترجیحی بنیادوں پر حل کرے اور اس سلسلے میں لوگوں سے دھونس اور دھاندلی سے جو رقوم، جنس اور غلہ وغیرہ وصول کیا جاتا ہے، اس کا سد باب کیا جائے۔

۲۔ لوگوں کی اپنی جائیدادوں کی خرید وفروخت کے وقت محکمہ کی طرف سے جو ناجائز طور پر تنگ کیا جاتا ہے، اس کا مداوا کیا جائے۔

۳۔ آبیانے، عشر اور زرعی ٹیکس کے تعین اور اس کی وصولی کے نظام کی اصلاح کی جائے اور اس سلسلے میں جو افراط وتفریط دیکھنے میں آرہا ہے، اس کا خاتمہ کیا جائے۔

۴۔ دیہاتی آبادی کے لیے نہروں، چشموں اور دوسرے ذرائع آب رسانی سے لوگوں کے نفع کو یقینی بنایا جائے اور اس سلسلے میں ہونے والی زیادتیوں کا خاتمہ کیا جائے۔

۵۔ حکومت شہری آبادی سے جائیداد ٹیکس کے نام پر جو ٹیکس وصول کر رہی ہے، اس پر نظر ثانی کی جائے اور جائیداد کے حجم کی مناسبت سے ٹیکس لاگو کیا جائے۔

۶۔ حکومت کاشت کاروں کو زرعی ادویات، بیج اور ٹریکٹر وغیرہ کی خریداری کے لیے بلاسود قرضے جاری کرے اور جن لوگوں نے اس سے پہلے قرضے لے رکھے ہیں، ان پر بھی سود معاف کیا جائے۔

۷۔ بے گھر لوگوں کے لیے بلاسود قرضے دیے جائیں اور ان کی واپسی کے لیے آسان اقساط کی رعایت دی جائے۔

۸۔ بے روزگار نوجوانوں کو ذاتی کاروبار کے لیے شراکت کے اصول پر یا قرض حسنہ کے طور پر قرضے دیے جائیں اور چھوٹے کاروبار چلانے کے لیے حکومت ہر طرح کی فنی اور تکنیکی سہولتیں مہیا کرے۔

۴۔ دوسرے شعبہ جات

۱۔ ان کے علاوہ دوسرے محکمہ جات مثلاً واپڈا، سوئی گیس اور پانی وغیرہ کے دفاتر میں عوام کے ساتھ جو زیادتیاں روا رکھی جاتی ہیں، ان کے ازالے کے لیے ہر محکمہ میں ایک موثر شکایات سیل قائم کیا جائے اور وہاں جو شکایات موصول ہوں، ان کا موثر طور پر ازالہ کیا جائے۔ بجلی، پانی اور گیس کے کنکشن کے حصول کو آسان بنایا جائے اور یہ محکمے عوام کو جو ناجائز طور پر تنگ کرنے کے لیے تاخیری حربے اختیار کرتے ہیں، ان کا ازالہ کیا جائے اور ان کو صحیح معنوں میں عوام کا خادم بنایا جائے۔

۲۔ بنکوں میں بل جمع کرانے کے لیے کوئی ایسا نظام وضع کیا جائے کہ دفتری اوقات میں تمام بنک اور دفتری

اوقات کے بعد منتخب بنک تمام یوٹیلٹی بل وصول کرنے کے پابند ہوں تاکہ عوام کو کچھ ریلیف ملے اور وہ بنکوں میں آسانی سے ااپنے بل جمع کرا سکیں۔

۵۔ بلدیاتی شعبہ جات

بلدیاتی شعبہ جات کا بھی عوام کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ الجزائر اور ترکی میں اسلام پسند جماعتوں نے سب سے پہلے بلدیاتی انتخابات میں کامیابی حاصل کی اور لوگوں کی بلدیاتی سطح پر اس طرح خدمت کی کہ انتخابات میں انہیں ملکی سطح پر واضح کامیابی ملی، اس لیے اس سطح پر عوام کی خدمت کو موثر بنانے کے لیے درج ذیل اقدامات کی ضرورت ہے :

۱۔ تمام بلدیاتی اداروں کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ علاقے میں ترقیاتی اور صفائی کے کام کروانے کے لیے میرٹ پر کام کریں گے۔ الاحق فالاحق کے اصول پر کام کو موثر بنانے کے لیے صوبائی حکومت کوئی موزوں اور مخصوص نظام وضع کر سکتی ہے جس میں انسپکشن (معائنہ) اور نگرانی وغیرہ کے طریقوں کا عمل وغیرہ شامل ہے۔

۲۔ بلدیاتی سطح پر ہونے والے ترقیاتی کاموں سے رشوت خوری کا مکمل طور خاتمہ کر دیا جائے۔

۳۔ عوام کی شکایات کے ازالے کے لیے ہر ایک سطح پر شکایات سیل یا دار المظالم کا قیام عمل میں لایا جائے۔

۶۔ تعلیمی شعبہ

۱۔ دوسرے شعبوں کی طرح تعلیمی شعبے کی اصلاح کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اس کے لیے ملک میں جاری دوعملی کا خاتمہ انتہائی ضروری ہے۔ پرائیویٹ سیکٹر میں چلنے والے غیر ملکی سکولوں کو ملکی نصاب تعلیم کا پابند بنایا جائے اور سرکاری تعلیمی اداروں کی تعلیم کے نظام کو بہتر بنایا جائے۔

۲۔ ملک میں رائج العمل دوعملی کا ہر سطح پر خاتمہ کیا جائے۔ حکومت دینی اداروں کی بھی سرپرستی کرے، اور ان کے نظام تعلیم میں موجودہ دور کے لیے ضروری مضامین کو شامل کرے اور ان ڈگریوں کو ہر سطح پر تسلیم کیا جائے۔

۳۔ سکولوں اور کالجوں میں نصاب تعلیم پر بھی نظر ثانی کی جائے اور دینی تعلیم کا خاطر خواہ حصہ اس میں شامل کیا جائے۔

۴۔ میٹرک تک حکومت تعلیم مفت دینے کا اعلان کر چکی ہے۔ بالائی سطح پر بھی حکومت طالب علموں کو وظائف دے تاکہ غربا کے بچے بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں۔

۷۔ ہسپتال اور دوسرے رفاہی ادارے

۱۔ اسی طرح ہسپتالوں کے نظام پر بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ عام طور پر ہسپتالوں میں اول تو عملہ ہی موجود نہیں ہوتا اور اگر عملہ موجود ہو تو ادویات دستیاب نہیں ہوتیں، اور غریب اور نادار لوگ ہر وقت علاج معالجہ کی سہولت

مہیا نہ ہونے کی بنا پر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ اگر کسی غریب شخص کا علاج مہنگا ہو تو حکومت زکوٰۃ فنڈ سے اس کے علاج معالجے کی سہولیات مہیا کر سکتی ہے۔

۲۔ دیہی علاقوں میں موجود ہسپتالوں میں موزوں عملہ متعین کیا جائے اور اگر ایم بی بی ایس ڈاکٹر دستیاب نہ ہوں تو طب یونانی کے کسی ماہر کی تقرری کر دی جائے تاکہ علاقے کے لوگ علاج معالجے کی سہولتوں سے فائدہ اٹھا سکیں۔

۸۔ احتساب کا موثر نظام

ا۔ گڈ گورننس کو موثر بنانے کے لیے ہر سطح پر انسپکشن (معائنے) اور احتساب کا نظام قائم کیا جائے۔ یہ نظام اس نوع کا ہو کہ لوگوں کو واقعی یہ نظر آئے کہ ملک میں یا صوبے میں انصاف ہو رہا ہے۔ اس سلسلے میں سخت ترین سزاؤں کا نفاذ موثر بنایا جائے۔

۲۔ احتساب کے ادارے میں اچھی شہرت اور اچھے اخلاق کے حامل لوگوں کا تقرر کیا جائے، جو بلاتفریق سب کے لیے ایک ہی موثر نظام جاری کریں۔

اختتام

یہ صرف چند ایک شعبوں کی نشان دہی ہے۔ اسلامی نظام دنیا کے لیے باعث رحمت ہے۔ اگر حکومت ابتدائی مرحلے میں لوگوں کو ظلم و زیادتی سے چھٹکارا دلا سکے اور انہیں ان کے مسائل میں کوئی ریلیف دلا سکے تو یہ بہت بڑا کارنامہ ہوگا اور نفاذ اسلام کے اگلے مرحلے کے لیے راہ ہموار ہوگی۔

الشریعہ

اسلامی ویب سائٹ

اردو زبان میں

اسلام کیا ہے؟	مضامین و مقالات
ماہنامہ الشریعہ	آپ نے پوچھا
اسلامی ویب سائٹس	ڈائریکٹری

www.alsharia.org